www.KitaboSunnat.com

مولانا ثناء اللہ بلتستانی
ترتیب و اضافہ : ادارہ

رحلۂ علم

قسط نمبر ۲

قارئین کرام اسوۂ انبیاء کے ذکر کے سلسلہ میں تین جلیل القدر انبیاء کے رحلاتِ علم کا بیان پڑھ چکے ہیں۔ اب جن اسلافِ امت نے اس ورثہ انبیاء کی حفاظت کرتے ہوئے علمی سفر کیے ان میں سے چند ایک کا حال سنیئے:

رحلۂ صحابہؓ و تابعینؒ

تحصیلِ علم کے شوق میں سفر کرنے والے صحابہ میں سے ایک معتدبہ تعداد تو وہ ہے جو دور دراز کے علاقوں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی وامی کی خدمت میں تلاشِ حق اور طلبِ علم کی غرض سے سفر کی مشقتیں سہتے اور دشمنانِ اسلام کی چیرہ دستیوں کو برداشت کرتے ہوئے سرزمینِ حجاز میں وارد ہوئے ان میں سے ہر ایک کو راہِ حق میں جن مصائب کا سامنا ہوا ان کا بیان احاطۂ تحریر سے باہر ہے۔ لیکن انہوں نے اس سلسلہ میں ہر تکلیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت سے کماحقہٗ فیض یاب ہوئے۔ اصحابِ صُفّہ کی ایک بڑی تعداد متلاشیانِ حق اور طالبانِ علم پر مشتمل تھی۔ جنہوں نے ایک وقت پیٹ پر پتھر باندھے تو دوسرے وقت روکھی سوکھی جو مل گئی اس پر گزارا کیا لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر و حضر میں ساتھ نہ چھوڑا اور وہ کچھ حاصل کیا جس کی دوسرے جلیل القدر صحابہ بھی تمنا کرتے رہے۔ پھر ان صحابہ میں ایک کثیر تعداد ان لوگوں کی ہے جو مکہ مکرمہ، اس کے قرب وجوار، مدینہ منورہ اور اس کے حوالی سے ہجرت کر کے مدینۃ الرسول کے ہو رہے اور انہوں نے دن رات کا بیشتر حصہ صرف اسی مقصد کی خاطر وقف کر دیا کہ علومِ شریعت سے بہرہ در ہوتے رہیں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علاوہ ازیں طول طویل سفر کر کے اکیلے یا وفد کی صورت میں دین کی تعلیم کی غرض سے آنے والوں اور علم وعمل سے بہرہ ور ہو کر تبلیغ کی غرض سے واپس اپنے علاقوں میں جانے والوں کی تعداد توان گنت ہے، خصوصاً فتح مکہ کے بعد تو تمام عرب سے جوق در جوق آنے والے شائقینِ علم کا تانتا بندھ گیا۔ حافظ ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں عام الوفود کے عنوان سے ان تمام قبائل و وفود کا ذکر کیا ہے جنہوں نے علم کی غرض سے رحلات کیے، جن کی تعداد ایک محتاط اندازے کے مطابق ستر ہے۔ [1]

کتبِ صحاح میں وفد عبدالقیس کی آمد اور سؤالات کا واقعہ معروف ہے۔ اسی طرح کتب احادیث میں بیشتر مقامات پر نام سے یا بغیر نام کے ان صحابہ کا ذکر ہے جو مختلف مسائل پوچھنے یا شکوک وشبہات کے ازالہ کے لیے سرکارِ مدینہ کے پاس حاضری دیتے رہے اور خود فیض یاب ہونے کے ساتھ ساتھ دوسروں کے لیے بھی افزونیٔ علم کا باعث بنتے رہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عام صحابہ کو کثرتِ سوال سے منع کر رکھا تھا۔ اس لیے صحابہ کرام کہتے ہیں کہ ہم اس بات کی تلاش میں رہتے تھے کہ کوئی بدو یا مسافر آئے اور آکر سرورِ کائنات سے سوال کرے تاکہ اس طرح سے ہم بھی مستفیض ہو جائیں۔ صحاح کی کتاب الایمان میں ضمام بن ثعلبہ انصاری کا قصہ معروف ہے جو معلومات کے حصول کے لیے اپنی قوم کی طرف سے رسالت مآب کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ صحابہ کے شوقِ علم کا یہ حال تھا کہ جو صحابہ دوری یا کثرتِ مشاغل کی وجہ سے روزانہ آپ کے پاس حاضری نہ دے سکتے وہ آپس میں نوبہ (باری) مقرر کر لیتے جیسا کہ حضرت عمرؓ نے اپنے ہمسائے عتبان بن مالک سے طے کیا کہ ایک دن وہ حاضر ہوں تو دوسرے دن عتبان، تاکہ دونوں آپؐ کے روزانہ کے اقوال وافعال سے واقف ہو سکیں۔ بعض لوگ عرصے تک باوجود کوشش کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات سے مشرف نہ ہو سکتے تو دوسروں کی معرفت اپنا قبولِ اسلام اور دیگر پیغام آپ تک پہنچاتے۔ ابوموسٰے اشعریؓ اور طفیل بن عمرو دوسیؓ انہی لوگوں میں سے تھے۔ پھر جب انہیں موقع میسر آجاتا تو بنفس نفیس آن کر مشرف بہ زیارت ہوتے۔

[1] البدایہ والنہایہ جلد ۵

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ تو تھا مختصر ذکر صحابہ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تحصیلِ علم کا، لیکن ان صحابہ اور تابعین کی تعداد بھی کچھ کم نہیں جو دوسرے صحابہ کی خدمت میں اس غرض سے تشریف لاتے رہے حتیٰ کہ معولی سے معمولی چیز کے لیے دور دراز کا سفر کرنے سے دریغ نہ کرتے۔ امام بخاریؒ نے اپنی جامع میں حضرت جابرؓ بن عبداللہ کے متعلق روایت کیا ہے کہ انہوں نے صرف ایک حدیث معلوم کرنے کے لیے ایک اونٹ خریدا اور مدینہ سے شام تک ایک ماہ کی مسافت طے کی تاکہ حضرت عبداللہ بن انیس جہنی سے حدیث قصاص سنیں[1]۔ اس طرح کے بے شمار واقعات کے لیے بطور مثال صرف اسی ایک ہی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

صحابہؓ حصولِ علم کے لیے سفر کرتے وقت اس چیز کو قطعاً نظر انداز کر دیتے تھے کہ جس کے پاس ہم جا رہے ہیں وہ مرتبہ میں کہیں ہم سے فروتر نہ ہو۔ بلا امتیاز بڑی عمر کے صحابہ کبھی اپنے ہم عمر اور کبھی اپنے سے صغیر السن سے اخذ و روایت کرتے۔ اسی طرح قدیم الاسلام جدید الاسلام سے بھی تعلیم حاصل کرتا اور اس میں کوئی باک محسوس نہ کرتا۔ سنن الدارمی میں حضرت ابوموسےٰ اشعریؓ کا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے اور صحیح بخاری میں حضرت عمرؓ کا حذیفہ بن الیمان سے استفادہ ثابت ہے۔ اسی طرح حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف اور ان کے ساتھیوں کا حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ سے معلومات حاصل کرنا معروف ہے جس کی روایت امام بخاریؒ نے بھی کی ہے۔ چھوٹے صحابہ کا بڑوں سے یا جدید الاسلام کا قدیم الاسلام سے روایت کرنا تو بہت ہے جیسا کہ امام بخاریؒ ہی نے اپنی جامع میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا حضرت عمرؓ سے اخذِ علم ذکر کیا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جس طرح صحابہ کی ایک بڑی جماعت تبلیغِ دین کے لیے اقطار و جوانب میں پھیل گئی اور اس کام کو انہوں نے اتنی اہمیت دی کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے اعمالِ حسنہ کے اجر و ثواب کو بھی نظر انداز کر دیا۔ اسی طرح تابعین گروہ در گروہ صحابہ کی مجالسِ علیہ میں شرکت کے لیے ان کے پاس پہنچنے لگے۔ کوئی مکہ سے اٹھ کر مدینہ جا رہا ہے تو دوسرا مدینہ سے چل کر

[1] البخاری۔ باب الخروج فی طلب العلم جلد ۱ ص۱۷۔ والترمذی و ابوداؤد و غیرہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکہ آرہا ہے۔ کوئی حرمین سے کوفہ و بصرہ کا رخ کر رہا ہے تو دوسرا عراق سے حجاز کے لیے رختِ سفر باندھے ہوئے ہے۔ اسی تحصیلِ علم کے شوق میں اگر کچھ لوگ شام، افریقہ، خراسان، جبال، آذربائیجان سے آرہے ہیں تو دوسرے تبلیغ دین کے لیے ان علاقوں کا رخ کر رہے ہیں۔ گویا آفاقِ عالم میں علم کے چشمے جاری ہو گئے اور پیاسے سفر کی کلفتوں اور دیارکی الفتوں کو پسِ پشت ڈالتے ہوئے تشنگی بجھانے کے لیے روانہ ہو گئے۔ اس دورِ تابعین میں عالمِ اسلام کے طول وعرض میں وہ لہر پھر گئی کہ ہر ایک دیوانہ وار اس کی طرف چلا آیا۔ حتیٰ کہ سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک ایک حدیث کے لیے طول طویل پیادہ پا سفر کیے [1]

صحابہ کرام اور بڑے بڑے تابعین نے طالبانِ علم سے نہ تو کسی قسم کا بخلِ علمی روا رکھا اور نہ ہی ان کی خدمت اور خیر خواہی میں کوئی کمی روا رکھی۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس نصیحت کی خوب حفاظت کی استوصوا بھم الخیر یعنی طلب علم کے لیے آنے والوں کے بارے میں میری طرف سے بھلائی کی وصیت پلے باندھ لو۔

رحلہ محدثین ومفسرین

اگرچہ حدیث قرآن کی ہی تفسیر کا نام ہے۔ کیونکہ اس بات سے کوئی صاحبِ فہم وبصیرت مسلمان انکار نہیں کر سکتا کہ کتاب اللہ کی ہی عملی تعبیر اور اسی کا کامل وشالی نمونہ سنّتِ رسولؐ ہے اور جس طرح کتاب اللہ کی قراءۃ وتلاوۃ کے اعتبار سے اسے قرآن کہتے ہیں اسی طرح سنت (طریقۂ نبویؐ) کی روایت کے لحاظ سے اسے حدیث کہتے ہیں [2]

---

[1] علمائے سلف ونابینا علماء۔ بحوالہ تذکرۃ الحفاظ للذہبی جلد ۱، ص ۴۸

[2] واضح رہے کہ بہت جامع کلے صاحب جوامع الکلم الصادق المصدوق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں جو آپ کے فرمان ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما، کتاب اللہ و سنتی میں مذکور ہیں یعنی کتاب وسنت کیونکہ جس طرح قراءۃ کے اعتبار سے ان آیات کا کتاب اللہ سے خارج ہونے کا وہم ہو سکتا ہے جن کی قراءۃ منسوخ ہے۔ اسی طرح ان احادیث کے بھی سنت کے تحت آجانیکا وہم پڑ سکتا ہے جو خالص دنیاوی امور سے متعلق ہیں۔ حالانکہ وہ شریعت نہیں جس کی تفصیل شاہ ولی اللہ دہلوی نے بیان فرمائی ہے۔ ملاحظہ ہو حجۃ اللہ البالغہ ص ۱۲۸۔ جلد ۱ (ادارۃ الطباعۃ المنیریہ۔ مصر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واضح رہے کہ الگ الگ فنی حیثیت سے ہمارا مروجہ امتیازِ تفسیر و حدیث دورِ صحابہؓ اور تابعینؒ میں نہ تھا، اسی لیے اس وقت "مفسر" اور "محدث" کی معروف اصطلاح بھی عام نہ تھی۔ بعد کے ادوار میں جب علوم و فنون کی علیحدہ علیحدہ مستقل تدوین ہوئی تو اس وقت کے علماء کی ان کے اپنے اپنے کام کے مطابق حیثیت ممتاز ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے مفسرین اور محدثین کے رحلات کو صحابہ و تابعین سے علیحدہ بیان کیا ہے۔

یوں تو قرونِ اولیٰ میں اتباعِ تابعین اور ان کے قریب العصر علماء میں زیادہ تر جامع العلم شخصیات کا ہی وجود ملتا ہے کیونکہ ان دنوں شریعت کی واقفیت اور اس کے لیے جملہ ضروری علوم کے حصول کی طرف رجحان زیادہ تھا تاہم نئے نئے درآمدہ علوم اور کئی مکاتبِ فکر پیدا ہو جانے کے سبب سے جہاں علوم میں وسعت پیدا ہوئی وہاں علم و کام میں بھی تخصص کا میلان پیدا ہوا۔ یہ سلسلہ اگرچہ تابعین کے دور میں ہی شروع ہو گیا تھا جبکہ اہل الحدیث اور اہل الرائے دو مکتبِ فکر وجود میں آئے لیکن اس وقت یہ صرف اندازِ نظر تک محدود تھا، کسی کا رجحان زیادہ تلاش سنت اور روایتِ حدیث کی طرف تھا اور کسی کا اجتہاد و استنباط کی طرف۔ مگر بعد ازاں جس طرح اسی اختلافِ فکر نے محدثین اور فقہاء کو الگ الگ حیثیت دے دی اسی طرح فنی طور پر مفسرین اور محدثین کے الگ الگ گروہ وجود میں آئے۔ ورنہ دورِ صحابہ اور تابعین بلکہ اتباعِ تابعین (خیر القرون) میں کسی عالم ربانی کے لیے قرآن، حدیث اور فقہ تینوں کی مہارت ضروری تھی۔ ان تینوں چیزوں میں سے کسی ایک کے بغیر کسی کو ماہرِ شریعت نہ سمجھا جاتا تھا۔ بلکہ اس دور کے علماء ان سہ گانہ علوم کے علاوہ تاریخ و ادب میں بھی خاص مہارت رکھتے تھے۔

اس ساری بحث سے میرا مقصود یہ ہے کہ میں ان کے امتیازی کاموں کے لحاظ سے الگ الگ ان کے رحلاتِ علم کا بیان تو کروں گا لیکن درحقیقت محدثین کے علمی سفروں کے تحت تقریباً سبھی گروہ آ جاتے ہیں جن میں مؤرخین، ادباء، شعراء اور صوفیا تک شامل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس مضمون کے شروع میں میں نے رحلۂ علم کو صرف محدثین کی اصطلاح کا نام دیا ہے۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ اپنے تقدس اور تبرک کے لیے رحلۂ علم اسی گروہِ قدسی کا رہینِ منت ہے ورنہ خالی سفر کوئی دینی امر نہیں، بلکہ سمندروں دریاؤں کے بے ضرورت سفر سے تو سرورِ کائنات نے منع فرمایا ہے۔ اب محدثین و

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفسّرین کے چند ایک رحلاتِ علم کی طرف آئیے:

مقدمۃ الجرح والتعدیل میں امام ابن ابی حاتم نے عبداللہ بن مبارکؒ کی علم دوستی اور پرہیزگاری کے دو سفری واقعات ذکر کیے ہیں۔ مولانا حبیب الرحمٰن شیروانیؒ نے "علمائے سلف و نابینا علماء" میں امام دارمی کا طلبِ حدیث کے لیے حرمین شریفین، خراسان، عراق، شام اور مصر کا سفر کرنا بیان کیا ہے۔ مولانا عبدالسلام مبارک پوری نے اپنی تصنیف "سیرۃ البخاری" میں امام بخاریؒ کے علمی سفروں کا تفصیل سے ذکر کیا ہے انہی سفروں کا یہ اثر تھا کہ آپ کی حدیث دانی اور قوتِ حافظہ کو دیکھ کر علماء فرمایا کرتے تھے:

انما ھو اٰیۃ من اٰیات اللہ تمشی علی وجہ الارض ما خلق الا للحدیث

یعنی "بخاریؒ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک ہے جو چلتی پھرتی نظر آتی ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے حدیث ہی کے لیے پیدا کیا ہے۔"

انہی کے نام سے بخارا کی شہرت کو چار چاند لگے۔ کسی نے کہا ہے ؎

سکہ کہ در یثرب و بطحا زدند
نوبت آخر بخارا زدند

اسی بخارا کی علمی شہرت نے بعد ازاں بو علی سینا جیسے فلسفیوں کو متعارف کرایا جسے طب و منطق کا معلمِ ثانی کہا جاتا ہے۔ امام بخاریؒ نے چودہ برس کی عمر ہی میں علم کے لیے سیاحت شروع کر دی تھی اور بخارا سے لے کر مصر تک سارے ممالک اس امام عالی مقام کی سفری فہرست میں داخل ہیں۔ وہ خود بیان کرتے ہیں کہ "میں چار دفعہ بصرہ گیا اور علم نہیں کہ کوفہ و بغداد کے کتنی بار چکر لگائے" جہاں امام احمد بن حنبلؒ اور محمد بن عیسیٰ صباح جیسے یکتا زمانہ سے کسبِ فیض کیا۔ تلاشِ علم میں عرصہ تک شام و مصر اور جزیرہ، خراسان میں مرو، بلخ، ہرات، اجبال اور نیشا پور کی چھان مارتے رہے حتیٰ کہ مدینہ منورہ آن کر اپنی معرکۃ الآراء تصنیف "الجامع الصحیح" تیار کی۔ سفری مشقتوں کا یہ عالم تھا کہ دورانِ سفر دوسری دفعہ نابینا ہو گئے پھر کسی طبیب کے مشورہ سے خطمی اور مصبر کا استعمال کیا تو بینائی لوٹ آئی۔ بچپن میں بھی ایک دفعہ آپ کی بینائی جاتی رہی تھی لیکن عابدہ صالحہ ماں کی دعا سے درست ہو گئی تھی۔ اب کی مرتبہ برکتِ حدیث کی بدولت نہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف درست ہوئی بلکہ اتنی تیز ہوگئی کہ چاندنی راتوں میں تاریخ کبیر کا مسودہ تیار کرتے رہے۔ امام موصوف کی وفات بھی دورانِ سفر ہوئی۔

امام نسویؒ نے تیس برس سفر میں بسر کیے، شیخ الاسلام بقی بن مخلدؒ نے دور دراز کے سفر کر کے ۲۸۰ شیوخ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ جس کے پاس گیا ہوں، پیادہ پا گیا ہوں۔ محدثِ اندلس (سپین) ابن حیونؒ نے اخذِ علم کے لیے عراق، حجاز اور یمن تک کا سفر کیا۔ اس سفر سے ظاہر ہے کہ انہوں نے بحر و بر کو پاٹا ہوگا۔ ابن المقری فرماتے ہیں کہ میں نے صرف ایک نسخہ ابن فضالہ کی خاطر ستر منزل[1] کا سفر کیا۔ جس نسخہ کی ظاہری حیثیت یہ ہے کہ اگر کسی نانبائی کو دیا جائے تو اس کے بدلے میں وہ ایک روٹی بھی دینا گوارا نہ کرے گا۔ علاوہ ازیں امام موصوف نے چار مرتبہ مشرق اور مغرب (افریقہ و سپین) کا سفر کیا اور دس دفعہ بیت المقدس گئے۔

حافظ ابن مفرجؒ نے سعید بن اعرابیؒ سے حدیث کی سماعت مکہ مکرمہ میں کی، ابن راشدؒ سے دمشق میں، قاسم بن اصبغ سے قرطبہ میں، ابن سلیمان سے طرابلس میں، محمد سے مصر میں اور دیگر مشائخ سے جدہ، صنعاء اور بیت المقدس میں، یہ مقامات اگر نقشے میں دیکھیں تو تین براعظموں میں بکھرے ہوئے ملیں گے۔

حافظ الحدیث ابن طاہر مقدسی نے چمنستانِ محمدی کے سدا بہار پھولوں کو حاصل کرنے اور گوہرِ آبدار کی جستجو و تلاش میں جتنے سفر کیے ہیں سب پیادہ پا کیے ہیں اور نہ صرف سواری سے مستغنی رہے بلکہ کتابوں کا بوجھ بھی اپنے سر پر رکھتے۔ یہ بامشقت پیدل سفر کبھی کبھی یہ رنگ لاتا کہ پیشاب میں خون آنے لگتا۔ اسی جفاکشی سے جو حافظ ممدوح نے کی، اس میں حسب ذیل مقامات منجملہ اور مقاموں کے یہ تھے۔

"بغداد، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، تنیس (واقع بحیرہ روم) دمشق، حلب، جزیرہ، اصفہان، نیشاپور، ہرات، رحبہ، لوقان، مدینہ طیبہ، نہاوند، ہمدان، واسط، ساوہ، اسد آباد، اسفرائن

[1] پیادہ منزل عموماً ۲۴ عربی میل (۱۲ کوس) ہوتی ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آمل، اہواز، بطام، خسروجرد، جرجان، آمد، استرآباد، بوسنج، بصرہ، دینور، رہی، سرخس، شیراز، قزوین، کوفہ۔"

حافظ ابوعبداللہ اصفہانی ایک مرتبہ اپنے مقاماتِ رحلہ کی تفصیل بیان کرنے لگے کہ میں حدیث ...صل کرنے گیا تو وہ طوس، ہرات، بلخ، بخارا، سمرقند، کرمان، نیشاپور، جرجان، غرض اسی طرح نام لیتے ...ے یہاں تک کہ ایک سو بیس مقامات کے نام لے ڈالے۔

امام عزالدین مقدسی چودہ برس کی عمر میں تحصیل علم کے واسطے بغداد پہنچے۔

حافظ ابوالخطاب نے تحصیلِ علم کی خاطر اول تمام ملکِ سپین میں سفر کیا۔ پھر وہاں سے فارغ ہو ...مراکش (مراکو) آئے۔ مراکش اور دوسرے ممالک حبش کی سیاحت کے بعد مصر پہنچے اور مصر کے بعد ...ام، عراق، عرب، عراق عجم اور خراسان کا سفر کیا اور اس طرح تین براعظم ان کے ملک پیما قدموں ...ے نیچے سے گزرے۔

امام جرح وتعدیل ابوزرعہ کہتے ہیں کہ:۔

"میں دوسری بار اپنے وطن رَے سے ۲۲۷ھ میں نکلا اور ۲۳۲ھ کی ابتداء میں واپس آیا۔ میں نے اپنے سفر کا آغاز حج سے کیا۔ پھر مصر گیا۔ وہاں پندرہ ماہ ٹھہرا۔ مصر جاکر شروع شروع میں میرا خیال ہوا کہ یہاں میں تھوڑی دیر ٹھہروں گا۔ لیکن جب میں نے وہاں علم کی بہتات دیکھی تو وہیں ٹھہرنے کا پروگرام بنالیا۔ میں امام شافعیؒ کی کتب پڑھنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا لیکن وہاں جاکر اس کا بھی میرے ذہن میں خیال پیدا ہوگیا۔ اس کے لیے میں نے اپنے دو قیمتی کپڑے بیچے تو ان سے ساٹھ درہم وصول ہوئے۔ میں نے ایک شافعی عالم کو امام شافعی کی کتابیں لکھنے کے لیے کہا اور اسی درہم میں بات طے ہو گئی۔ دس درہم کا میں نے اسے کاغذ خرید دیا جس پر اس نے امام شافعی کی کئی کتابیں لکھ دیں۔ پھر میں جزیرہ چلا گیا۔ کچھ دیر وہاں ٹھہرا۔ پھر ۲۳۰ھ کے آخر میں بغداد واپس آگیا۔ پھر کوفہ آیا۔ وہاں سے بصرہ گیا اور امام شیبانؒ اور عبداللہ علیؒ سے علم حاصل کیا۔ ادھر محمد بن عوفؒ کہتے ہیں کہ ہم نے ۲۳۰ھ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں انہیں حمص میں دیکھا۔ تیسری دفعہ جب میں نکلا تو شام، عراق اور مصر میں پورے ساڑھے چار سال تک تحصیلِ علم کی اور ایسا مصروف ہوا کہ مجھے یاد نہیں کہ کبھی اپنے ہاتھ سے ہنڈیا رکھی ہو۔"

ابو حاتم کہتے ہیں :۔

"پہلی دفعہ جب میں طلبِ حدیث کے لیے نکلا تو سات برس تک علم حاصل کرتا رہا۔ اس دوران میں نے جو پیدل سفر کیا۔ وہ ایک ہزار فرسخ (تین ہزار کوس سے زائد) ہے۔ کیونکہ اتنی مقدار تک تو میں گنتا رہا اور پھر اس کے بعد گننا چھوڑ دیا۔ کوئی یاد نہیں کہ بغداد سے کوفہ اور کوفہ سے بغداد کتنے بار گیا۔ اسی طرح مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ اور مدینہ طیبہ سے مکہ معظمہ کا کافی بار سفر کیا۔ بحرین کے علاقے صلا سے پیدل مصر گیا۔ مصر سے پیدل رملہ گیا۔ رملہ سے پیدل بیت المقدس اور پھر رملہ سے عسقلان کا سفر کیا اور پھر رملہ سے ہی طبریہ گیا اور طبریہ سے دمشق اور دمشق سے حمص، حمص سے انطاکیہ، انطاکیہ سے طرسوس اور پھر طرسوس سے دوبارہ حمص گیا کیونکہ ابھی چند احادیث ابوالیمان کی رہ گئی تھیں۔ پھر حمص سے بیسان اور بیسان سے رقہ، رقہ سے دریائے فرات میں کشتی پر سوار ہوا اور بغداد پہنچا اور شام جانے سے پہلے میں واسط سے نیل اور نیل سے کوفہ گیا اور یہ تمام کچھ میری پہلے سفر کی داستان ہے۔ میری اس وقت ۲۰ برس عمر تھی اور میں سات برس تک حصولِ علم کے لیے پھرتا رہا (از ۲۱۴ تا ۲۲۱) اور جب دوسری مرتبہ نکلا تو تین برس تک علم حاصل کیا۔

میں نے پہلا حج ۲۱۵ھ میں۔ دوسرا ۲۳۵ھ میں تیسرا ۲۴۲ھ میں اور چوتھا ۲۵۵ھ میں کیا۔ آخری بار میرا بیٹا عبدالرحمن بھی ہمراہ تھا۔"

نوٹ :۔ غالباً یہ عبدالرحمن وہی لڑکا ہے جو اپنے والد کے اس قصہ کو جرح و تعدیل کے مقدمہ میں والد کی زبانی بیان کر رہا ہے۔ (باقی آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ